Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۴۰/۷۵ | اتوار ۱۶ ربیع الاوّل ۱۴۱۱ھ، ۷ اخاء ۱۳۶۹ ہش، ۷ اکتوبر ۱۹۹۰ء | نمبر ۱۷۷

حضرت سیّدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم محترم حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایّدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے بارے میں تازہ اطلاع

موصولہ ۵۔ اکتوبر۔ رات گیارہ بجے

لندن سے ۵۔ اکتوبر کی شب گیارہ بجے موصول ہونے والی اطلاع کیمطابق حضرت سیّدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم محترم حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت میں تسلسل سے بہتری پیدا ہو رہی ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے کسی قسم کی پیچیدگی نہیں۔ ۵۔ اکتوبر کو ڈاکٹروں نے مزید ٹیسٹ لئے ہیں جن کے نتائج بعد میں ملیں گے۔

احباب کرام خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل و کرم سے حضرت سیّدہ موصوفہ کو جلد کامل صحت عطا کرے۔ صحت و تندرستی والی لمبی عمر سے نوازے اور ہمارے پیارے امام ایّدہ اللہ کو ہر پریشانی سے محفوظ رکھے۔

محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی کی بیگم صاحبہ محترمہ صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ آنکھ کے علاج کے سلسلے میں اسلام آباد روانہ ہو رہی ہیں۔ محترم ڈاکٹر میجر جنرل نسیم صاحب مناسب ٹیسٹ کریں گے اور اگر تمام ٹیسٹ آپریشن کے نقطۂ نظر سے صحیح ہوئے تو ۱۳۔ اکتوبر کو آپریشن ہونے کا امکان ہے۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ محترمہ صاحبزادی صاحبہ کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔

مکرم نعمان محمود صاحب ابن مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد کو اللہ تعالیٰ نے یکم اکتوبر ۱۹۹۰ء کو بیٹی عطا فرمائی ہے۔ نومولودہ کا نام سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایّدہ اللہ تعالیٰ نے انیلہ نعمان عطا فرمایا ہے۔ نومولودہ محترم ڈاکٹر محمد احمد صاحب کی نواسی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے نومولودہ کو صحت و تندرستی والی طویل عمر عطا کرے اور والدین کے لئے قرۃ العین ثابت ہو۔

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"یاد رکھو اب جس کا اصول دنیا ہے اور پھر وہ اس جماعت میں شامل ہے۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ اس جماعت میں نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی اس جماعت میں داخل اور شامل ہے جو دنیا سے دست بردار ہے۔ یہ کوئی مت خیال کرے کہ میں ایسے خیال سے تباہ ہو جاؤں گا۔ یہ خدا شناسی سے دور لے جانے والا خیال ہے خدا تعالیٰ کبھی اس شخص کو جو محض اسی کا ہو جاتا ہے ضائع نہیں کرتا بلکہ وہ خود اس کا متکفل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کریم ہے۔ جو شخص اس کی راہ میں کچھ کھوتا ہے وہی کچھ پاتا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں کو پیار کرتا ہے اور انہیں کی اولاد بابرکت ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ کے حکموں کی تعمیل کرتا ہے۔ اور یہ کبھی نہیں ہوا اور نہ ہوگا کہ خدا تعالیٰ کا سچا فرماں بردار ہو وہ یا اس کی اولاد تباہ و برباد ہو جاوے۔ دنیا ان لوگوں ہی کی برباد ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ کو چھوڑتے ہیں اور دنیا پر جھکتے ہیں۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ ہر امر کی طناب اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اس کے بغیر کوئی مقدمہ فتح نہیں ہو سکتا، کوئی کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی اور کسی قسم کی آزمائش اور راحت میسّر نہیں آسکتی۔ دولت ہو سکتی ہے مگر یہ کون کہہ سکتا ہے کہ مرنے کے بعد یہ بیوی یا بچوں کے ضرور کام آئے گی۔ ان باتوں پر غور کرو اور اپنے اندر ایک نئی تبدیلی پیدا کرو۔" (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۲۹۷-۲۹۸)

دنیا پل صراط ہے اعتدال سے عبور کرنے کی کوشش کرو

ارشادات سیّدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو)

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تنگ راستہ کو تلوار سے مشابہ قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ تلوار کی دھار کی طرح تیز ہے۔ اور اس کا نام آپ نے پل صراط رکھا ہے (بخاری کتاب التوحید) گویا کہ یہ جہنم اور بہشت کے اوپر کا راستہ ہے جس پر انسان چل رہا ہے اور اتنا باریک اور تنگ ہے کہ انسان کو اس پر چلنے کے لئے ساری توجہ اور ساری کوشش سے کام لینا پڑتا ہے۔ اگر کسی نے ان بازی گروں کو دیکھا ہے جو رسّہ پر پاؤں رکھ کر چلتے ہیں اور اپنے پاؤں سے سینگ باندھ کر اور سینگ کی نوک رسّہ پر ٹیک کر چلتے ہیں تو اسے معلوم ہوگا کہ وہ کیسی عمدگی سے اپنے پیروں کو رکھتے اور کس خوبی سے اپنے وزن کو برابر رکھتے ہیں نہ ادھر گرتے ہیں نہ ادھر گرتے ہیں۔ یہی حال متقی کا ہے اس کو بھی اسی طرح احتیاط سے کام لینا پڑتا ہے۔ کیونکہ دنیا میں ہی تقویٰ کی راہ اس کے لئے بہشت کا موجب ہوتی ہے اگر کوئی اس راستہ سے ذرا ادھر ہو جائے تو وہ جہنم کے گڑھے میں گر پڑتا ہے۔ تو جس طرح بازی گر چند پیسوں کے لئے رسّہ پر اعتدال اور کوشش سے چلنے کی مشق کرتا ہے اور پھر اس پر چلتا ہے اسی طرح (ایمان والے) کا کام ہے کہ اپنے نفس کو بچاتا ہوا اعتدال سے زندگی بسر کرے اور تقویٰ کے راستہ سے ذرا ادھر ادھر نہ سرکے تاکہ جہنم کے عمیق گڑھے میں گرنے سے بچ جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو گے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تمہارے لئے فرقان پیدا کر دے گا۔ فرقان کیا ہے اس کے کئی معنے ہیں۔ اوّل وہ چیز جو حق و باطل میں تمیز اور فرق کر دے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارے لئے تقویٰ کرنے سے ایسی تدبیریں کی جائیں گی کہ جس بات پر تم قائم ہو اور جس صداقت کو تم پیدا کرنا چاہتے ہو اللہ بڑی زور آور تائیدوں سے اس کو لوگوں پر ظاہر کر دے گا اور اس طرح حق و باطل میں کھلا کھلا فرق ہو جائے گا۔ دوم فرقان کے معنے ایسے راستہ کے ہیں جس پر چل کر انسان مصیبتوں، تکلیفوں اور رنجوں سے نکل جائے یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ کے لئے تقویٰ اختیار کرو گے تو وہ تمہارے لئے ایسا راستہ پیدا کر دے گا کہ تم ہر قسم کی مصیبتوں سے بچ کر نکل جاؤ گے۔"

(خطبہ فرمودہ ۱۹۔ مارچ ۱۹۱۵ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی ۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ
پچاس پیسے

۷ اخاء ۱۳۶۹ ہش ـــــ ۷ اکتوبر ۱۹۹۰ء

حضرت بیگم صاحبہ کیلئے دعا

خدا کرے کہ اس وقت تک حضرت بیگم صاحبہ مکمل طور پر شفایاب ہو کر ہسپتال سے گھر تشریف لے آئی ہوں ۔

جیسا کہ احباب کو معلوم ہے ۳۰ ستمبر کو لندن سے اطلاع ملی تھی کہ حضرت سیّدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز پر دل کا شدید حملہ ہوا ہے اور آپ ہسپتال میں داخل ہیں ۔ اگرچہ اس خبر میں یہ بھی بتایا گیا تھا کہ حالت روبصحت ہے لیکن جماعت کے جملہ احباب کے لئے یہ تشویش کی بات تھی کہ دل کا حملہ تھا اور تھا بھی شدید ۔ اور علاج کے لئے ہسپتال داخل ہونا پڑا ۔ تمام احباب جماعت اسی وقت سے تہِ دل سے خشوع و خضوع کے ساتھ دعائیں کر رہے ہیں کہ اللہ تعالےٰ بیگم صاحبہ کو صحت کاملہ عطا فرمائے ۔

یہ اطلاع بھی مل چکی ہے کہ آپ ڈاکٹروں کے مشورہ کے مطابق از خود غسلخانہ گئیں اور خدا کے فضل سے اس سے کوئی بُرا اثر نہیں پڑا ۔ یہ بھی صحت کے لئے ایک مثبت علامت ہے ۔ چار تاریخ کو لندن سے مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب امیر مقامی کو یہ اطلاع موصول ہوئی تھی کہ طبیعت خدا کے فضل سے رُوبصحت ہے ۔

تمام احباب دعائیں تو کر ہی رہے ہیں ۔ بھائی بھی اور بہنیں بھی ۔ ہم ایک دفعہ پھر دعا کی درخواست کی سعادت حاصل کرنے کے لئے اس کالم میں علالت ۔ شفایابی کی علامات اور مزید دعاؤں کی بات کر رہے ہیں ۔ پس اس کالم کو ہماری (ادارہ الفضل) طرف سے دعا کی درخواست سمجھئے اور دعا کیجئے ۔ اور کرتے رہیئے کہ بیگم صاحبہ جلد شفایاب ہو جائیں اور اپنے گھر تشریف لا کر اپنے گھر میں معمول کے کام میں حصّہ لینے لگیں ۔ اور ہمارے پیارے امام کے دل کو پوری طرح سکون ملے اور حضور انور اپنے مقاصد دینیہ میں بلا روک ٹوک مصروف رہیں ۔

تُو سمیع و مجیب ہے پیارے
تُو ہر اِک کا طبیب ہے پیارے
دے شفا ، اور جلد تر دے دے
یہ دُعائے غریب ہے پیارے

ابوالاقبال

دارِ فانی

بسکہ دنیا یہ دارِ فانی ہے
اس کی ہر چیز آنی جانی ہے

نوجوانوں سے چھن گیا بچپن
بوڑھوں سے چھن گئی جوانی ہے

مکّی مدنی کی داستان پڑھو
سب سے خوش تر یہی کہانی ہے

فکر کیجے ابھی سے مرنے کی
وہ گھڑی سخت ہے جو آنی ہے

دوستو ہو سکے تو کام کرو
کام کرنے میں کامرانی ہے

یہ کہانی سنوار کر لکھ لو
گر طبیعت میں کچھ روانی ہے

زیست انساں کی بعد مرنے کے
بن کے رہ جاتی اک کہانی ہے

اب یہ بچپن کبھی نہ آئے گا
اب نہ آنے کی یہ جوانی ہے

ظفر محمد ظفر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبارات میں سے

درِ توبہ کھلا ہے

حکیم محمد سعید دہلوی

حکیم محمد سعید صاحب دہلوی مالک ھمدرد دواخانہ پاکستان کے نامور دانشور اور سماجی حلقوں میں خاصے معروف ہیں۔ آپ کا ایک مضمون قارئین کے لئے پیش خدمت ہے۔ امید ہے احباب پسند فرمائیں گے۔

ہم جن حالات سے گزر رہے ہیں وہ قوموں کی زندگی میں اس وقت رونما ہوتے ہیں جب صفحہ ہستی سے ان کے نام و نشان کے مٹ جانے کی ساعت قریب آجاتی ہے، ہر طرف ظلم و تعدی کی آندھیاں چل رہی ہیں، انسانوں کو اپنے جیسے انسانوں کے لہو کی تشنگی نے زندگی کے اس مقام پر پہنچا دیا ہے جہاں انسانیت شرما کر اپنے گریبان میں منہ چھپانے لگی ہے۔

فرد و جماعت کی زندگیوں پر اللہ کی نافرمانی اور بدترین معصیتوں کی ظلمت محیط ہو چکی ہے۔ ہر شعبے میں خود غرضی نفس پرستی اور حرص و ہوس کا بازار گرم ہے، اخلاق و انسانیت کا دامن تار تار ہو چکا ہے، کوئی کسی کا نہیں اور انتہا یہ ہے کہ انسان خود اپنا بھی نہیں! وہ محبت سے محروم ہے، امن و عافیت سے محروم ہے، نفرتوں کے شعلے بھڑک رہے ہیں رنجشیں خوں آشام عداوتوں تک پہنچ چکی ہیں۔ روش زندگی اور کردار احکام الٰہی کی گرفت سے آزاد ہوتے جا رہے ہیں۔ دل کی دنیا ویران اور زیست کا دائرہ تنگ ہوتا جا رہا ہے۔ اخوت و محبت اور امن و امان کی قوتوں اور برکتوں سے محروم ہو کر ہماری اجتماعی زندگی، خودکشی کے آخری مرحلے پر ہے، انفرادی زندگی پر خوف یاس اور حزن کا تسلط ہے۔

ایک بہت بڑا سوال ہر شخص کے ذہن میں یہ پیدا ہو رہا ہے کہ آخر ان حالات کا ذمہ دار کون ہے؟

اس کا جواب کون دے؟ اور کون یہ بتائے کہ عرصۂ حیات عرصۂ محشر کیوں بن گیا ہے؟ اس نشاندھی کا حق تو صرف خالقِ کائنات کو ہے اور اس نے اقوام و اُمم کی تباہیوں کے پس پردہ اصل محرک کی نشاندہی اپنی کتاب میں بہت کر دی ہے۔

"تم لوگوں پر جو مصیبت بھی آتی ہے تمہارے اپنے ہی ہاتھوں کی کمائی سے آئی ہے اور اللہ تو تم سے بہت درگزر کرتا ہے۔" (ترجمہ الشوریٰ ۳۰)

ہر چند کہ یہ آیت اپنے شانِ نزول کے اعتبار سے خاص ہے، لیکن انسانی آلام و مصائب کی توجیہہ کے سلسلے میں یہ آیت اس نقطۂ نظر کی طرف ہماری رہنمائی کر رہی ہے ہر بحران و انتشار، خواہ انفرادی ہو یا اجتماعی اس سے نجات کے لئے سب سے پہلے ہمیں اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرنا چاہیئے اور اسے اپنی بداعمالیوں کا نتیجہ قرار دے کر ربّ کریم سے مغفرت طلب کرنی چاہیئے۔

حضرت نوحؑ نے بھی اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کے احکام سے سرکش اور اپنے سنگین گناہوں سے توبہ استغفار کی ہدایت فرمائی تھی اور یقین دلایا تھا کہ توبہ سے نہ صرف سارے گناہ معاف ہو جائیں گے بلکہ رحمتوں کے دروازے کھل جائیں گے مال و اولاد میں برکت ہو گی، ربّ کریم کی نعمتوں کی بارش ہونے لگے گی۔

حضرت نوح علیہ السلام کی اس دعوت کا تذکرہ قرآن مجید میں ان الفاظ میں ہے۔

"اپنے رب سے معافی مانگو۔ بلاشک وہ بڑا معاف کرنے والا ہے وہ تم پر آسمان سے خوب بارشیں برسائے گا تمہیں مال و اولاد دے گا، تمہارے لئے باغ پیدا کرے گا اور تمہارے لئے نہریں جاری کریگا"۔ (ترجمہ...... نوحؑ ۱۰، ۱۱، ۱۲)

ایمان اگر ہو تو توبہ اندھیرے سے اُجالے میں لاتی ہے، معصیتوں اور نافرمانیوں کے داغ دھبے دھو دیتی ہے محرومیوں اور ناکامیوں کو کامرانیوں سے بدل دیتی ہے، سربمہر تقدیروں کو کھول دیتی ہے توبہ سے طمانیت اور مسرت سے معمور ایک نئی زندگی کی بشارت ملتی ہے قوموں اور امتوں کے سر سے قہر و عذاب کا خطرہ ٹل جاتا ہے۔ حضرت عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"جو بندہ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی برابر معافی مانگتا رہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی اور مشکل سے نکلنے اور رہائی پانے کا راستہ بنا دے گا اور اس کی فکر، اور ہر پریشانی کو دور کر کے کشادگی اطمینان عطا فرمائے گا اور اس کو ان طریقوں سے رزق دے گا جن کا اس کو خیال و گمان نہ ہو گا"۔ (ابن ماجہ)

دین و دنیا میں انسانی کامیابی کا حقیقی راز اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی ہے، جس کے اعمال و افعال اور طرز زندگی اور بندگی سے معبودِ برحق خوش ہو گیا۔ اس کے لئے گلستانِ حیات ایک چمنستانِ مسرت بن گیا اور جس سے وہ ناراض ہوا ذلت اور رسوائی اس کی تقدیر بن گئی۔

اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی جس عمل سے حاصل ہوتی ہے اور جس سے گناہگار و خطاکار بندوں کے دن پھرتے ہیں وہ توبہ ہے؟ اسی سے دریائے رحمت جوش میں آتا ہے اور اللہ تعالےٰ ایسا خوش ہوتا ہے کہ ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

"قسم ہے اللہ عزّ و جل کی کہ مومن بندے کی توبہ سے اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے جتنا خوش ایک مسافر اپنی گم شدہ اونٹنی اور زادِ راہ کے ملنے سے ہوتا ہے"۔ (بخاری)

ابن القیم نے لکھا ہے کہ......

"جب بھی کسی بندے کے دل میں یہ احساس جاگ اُٹھے کہ اس کی بداعمالیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو گیا ہے اور اس نے معصیت کی وجہ سے اپنا مستقبل تباہ و برباد کر لیا ہے اور اب اللہ تعالیٰ کے دامن رحم و کرم کے سوا کوئی جائے پناہ نہیں تو پھر اس کے لئے اپنی دنیا و عافیت سنوارنے کی واحد صورت یہی رہ جاتی ہے کہ وہ ندامت و پشیمانی کے مکمل احساس کے ساتھ رحمت و مغفرت کا سائل بن کر اس کی بارگاہ کرم کی طرف رجوع کرے، سچے دل سے توبہ کرے، روئے اور گڑگڑائے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے اور آئندہ کے لئے اس کی اطاعت و فرمانبرداری کا عہد کرے تو یقین ہے کہ وہ ربّ کریم جس کی رحمت و رافت، ماں کی شفقت سے بھی کہیں زیادہ ہے اپنے بندے کی توبہ سے خوش ہو کر سب کچھ معاف فرما دے گا"۔

اپنی وسیع ترین مغفرت و بخشش کے بارے میں اس کا ارشاد ہے کہ۔

"یقیناً اللہ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے"۔ (ترجمہ...... الزمر ۵۳)

بندہ چاہے جتنا بھی گناہ گار اور خطاکار ہو توبہ سے اس کا ربّ اس سے خوش ہوتا ہے اور یوں اس کی خزاں رسیدہ زندگی میں بہار آجاتی ہے۔ رحمتوں کے جھونکے رنج و غم کے سارے زخموں کو مندمل کر دیتے ہیں اور عزت و کامرانی اس کے قدم چوم لیتی ہے۔

یہ ضابطۂ الٰہی، فرد کے لئے بھی ہے اور جماعت کے لئے بھی۔ اجتماعی توبہ سے بھی اللہ تعالیٰ اتنا ہی خوش ہوتا ہے جتنا انفرادی توبہ سے شکست و نامرادی کے فیصلے فتح و کامیابی سے بدل جاتے ہیں۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ توبہ کا وقت کب تک باقی رہتا ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہماری نافرمانی اور ہمارے مسلسل گناہوں نے رحمتوں کے دروازے بند کر دیئے اور توبہ کی گنجائش باقی نہ رہی ہو۔ یہ خیال درست نہیں ہے یہ ہماری مایوسیوں کی ایک آواز ہے۔ امیدوار رحمت کی آواز نہیں۔

توبہ کا وقت تو موت تک باقی رہتا ہے آخری سانس سے پہلے تک سچے دل سے جو بھی توبہ کرے اسے مغفرت کی پوری پوری امید رکھنی چاہیئے، لیکن توبہ سے پہلے ہمیں اس کی حقیقت بھی جان لینی چاہیئے تاکہ ہماری توبہ صرف الفاظ کی تکرار اور رسمی نوعیت کا عمل نہ رہے۔

توبہ در اصل گناہ و نافرمانی سے اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنے کا ایک ابتدائی قدم ہے۔ اس کا مطلب صرف یہ ہوتا ہے کہ توبہ کرنے والا جس راہ پر پہلے تھا اس راہ پر نہیں چلے گا لیکن صرف اتنے عمل سے توبہ مکمل نہیں ہوتی بلکہ توبہ کا ایک مرحلہ باقی رہ جاتا ہے۔ اگلا قدم یہ ہے کہ وہ جو کچھ کر چکا ہے اس کی تلافی بھی کرے۔

اگر اللہ کے بندوں کے ساتھ توبہ کرنے والوں سے کوئی ظلم و زیادتی ہوئی ہے تو اس کی تلافی اپنی محبت اور دوستی سے کرے اور ان کیساتھ اتنا حسن سلوک کرے کہ دل سے نقش ستم مٹ جائے۔ اگر خود اس کے ساتھ کسی نے زیادتی کی ہو تو وہ اس طرح معاف کر دے کہ اس کے دل میں کوئی کدورت باقی نہ رہ جائے۔ اس طرح معاملات اور باہمی روابط کی دنیا میں ایک نئی زندگی کا آغاز ہر خلش سے پاک ہو کر کیا جائے۔

اگر اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں کوتاہیاں ہوئی ہوں تو توبہ کے بعد ہر قدم پر زندگی میں اطاعت الٰہی کا خیال رکھ کر تلافی کی کوشش توبہ کو مکمل بنا سکتی ہے۔

باقی ص ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ: صـ۳ سے آگے

عبادات و معاملات کی ساری کوتاہیاں توبہ کے بعد تلافی کی کوشش سے دور کی جائیں تو توبہ انقلاب زندگی کا سبب بن جاتی ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

"پھر جو ظلم کرنے کے بعد توبہ کرے اور اپنی اصلاح کرے تو اللہ کی نظرِ عنایت اس کی طرف ہو جائے گی۔"

(ترجمہ ۔۔۔۔ المائدہ ۲۹)

ہم اجتماعی اور انفرادی حیثیت سے آج جس ذہنی اخلاقی، علمی، اقتصادی اور معاشی بحران سے دوچار ہیں اس سے نجات پانے کی حقیقی راہ یہی ہے کہ سچے دل سے بارگاہِ الٰہی میں توبہ کریں اور احساس ندامت کے ساتھ اپنے گناہوں کی معافی مانگیں، اپنی بداعمالیوں کی تلافی اپنے حُسنِ اخلاق و عمل سے کریں۔

ہم اپنے ان تمام اعمال کے لئے اللہ کے حضور شرم و ندامت کے آنسوؤں کا نذرانہ پیش کریں جنہوں نے اسلامی اخوت کی شمع بجھائی، علاقائی عصبیت کے شعلے بھڑکائے، ہوا و ہوس کی پیروی کی، مفاد کی متاعِ قلیل پر دولت دین و ایمان قربان کی، اسلامی تعلیمات اور اسلامی اقدار سے انحراف کیا۔ وہ سارے گناہ کئے جن کے ارتکاب سے عذابِ الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔

قتل و غارت، خون ریزی، رہزنی اور امن شکنی سے لے کر وطن اور ضمیر کی سودے بازی تک کے دھبے دامن پر موجود ہیں آج وہ مملکت جو ہمارے بزرگوں نے اپنے اسلامی کردار کی قوتوں سے تعمیر کی تھی اس کی وحدت و سالمیت معرضِ خطر میں ہے، اس لئے کہ علاقائیت، عصبیت اور باہمی رزم و پیکار نے اس کی بنیادیں ہلا دی ہیں۔ وہ اقدار و تصورات جو تخلیق پاکستان کے محرک ہوئے تھے آج شکست و ریخت کے مرحلے سے دوچار ہیں، نظریاتی اور تصوراتی مملکت کی بقاء کا انحصار تصور و نظریہ سے ہماری وفاداری پر ہے ہم آج اس نظریہ سے منحرف ہو کر اپنا سب کچھ کھو بیٹھے ہیں۔ کیا اس کی بازیافت کے لئے توبہ و استغفار سے بڑھ کر کوئی اور تدبیر ہو سکتی ہے؟

(ہفت روزہ ختم نبوت ۲۱ تا ۲۷ ستمبر ۱۹۹۰ء)

جنرل مرزا اسلم بیگ کی بیگم صاحبہ سے

جنگ پینل کے انٹرویو کے چند اقتباسات

○ سنئے جی اس میں مَیں آپ کو بتاؤں کہ ہماری سب سے بڑی بدقسمتی ہے بدنصیبی ہے وہ دین سے دور ہو جانا ہے اسلام سے دور ہو جانا ہے ۔۔۔ اسلام نے تو یہ فرق رکھا ہی نہیں تھا۔۔۔ اور یہ ہم نے دین سے دور ہو کر سیکھا کیا سندھی کیا پنجابی کیا مہاجر۔۔ مسلمان ہونا سب سے بڑی چیز ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور ہر مسلمان بھائی ہے وہ چاہے کہیں کا بھی ہو جغرافیائی (فرق) بیچ میں آنا ہی نہیں چاہیئے ہمارے۔ کیا زبان بولتا ہے کیا نہیں بولتا۔۔۔ ہماری ایک تو سب سے بڑی چیز تو یہ ہے کہ ہماری زبان ایک ہونی چاہیئے۔۔۔۔ آفیشل زبان تو کم از کم ہماری ایک ہونی چاہیئے۔۔۔ کسی زبان کے مَیں خلاف نہیں ہوں۔۔۔۔ مجھے تو لٹریچر کا شوق ہے مجھے ہر زبان بڑی پیاری لگتی ہے۔۔۔ ہر زبان کا مجھے بہت شوق ہے بلکہ اپنی بدنصیبی سمجھتی ہوں کہ مجھ میں اللہ تعالےٰ نے وہ TALENT (صلاحیت) نہیں دیا کہ مَیں زبانیں سیکھ سکوں۔۔۔ مجھے بہت شوق ہے زبانیں سیکھنے کا اور اپنے بچوں کو بھی میں چاہتی ہوں۔ انہوں نے بھی میرا شوق لیا، حالانکہ میرے دادا نانا LINGUIST (ماہر لسانیات) تھے۔ وہ کئی کئی زبانیں بولتے تھے۔ میرے نانا جو تھے پنجابی بھی جانتے تھے۔ بنگالی بھی جانتے تھے اور انہوں نے یہ KING EDWARD (کنگ ایڈورڈ) سے MEDICINE (ڈاکٹری) کیا تھا۔ میرے نانا چند لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے۔۔۔ اس زمانہ میں جس زمانہ میں پڑھانا لڑکیوں کو کہتے تھے کہ بس وہ بالکل چلی گئیں ہاتھ سے تو میری خالاؤں وغیرہ نے بہترین کالجوں سے۔۔۔ بہترین تعلیم نانا جان نے دی حالانکہ انہوں نے مذہب کی بھی بے حد تعلیم دی۔ عربی بھی پڑھائی۔۔

سیدۃ۔۔۔ ہمارا مذہب بھی تو یہ کہتا ہے کہ عورت کو بھی تعلیم اور ہر وہ چیز دو جو مرد کو دو

○ ۔۔۔ انہوں نے بہت کچھ سنا۔۔۔۔ انہیں اتنا کچھ کہا گیا کہ ان کا دل چھلنی کر دیا۔ لوگوں نے صرف اس لئے کہ انہوں نے بیٹیوں کو پڑھایا۔ ۔۔۔لیکن انہوں نے ہر چیز برداشت کی اور پڑھایا۔۔۔ اتفاق سے بدنصیبی سے وہ اس جگہ کو BELONG کرتے تھے (تعلق رکھتے تھے) جہاں کے لوگ بہت BACKWARD (پس ماندہ) تھے اور انہوں نے نانا جان کو بہت کچھ برا بھلا کہا اور انہوں نے نہیں دیکھا کہ نانا جان نے کس طرح پڑھایا۔ وہ بے حد دولت مند انسان تھے۔ بہت EDUCATED (تعلیم یافتہ) تھے زمیندار تھے بہت بڑے تین تین گاؤں کی زمینداریاں تھیں اس کے اوپر سے سول سرجن تھے۔ ڈاکٹر تھے۔ ان کی پریکٹس تھی انہوں نے اپنی بچیوں کو کہا کہ اگر تم کو پڑھنا ہے تو سفید لباس تم پہنو گی موٹے دوپٹے ململ کے سفید اوڑھو گی اور یہ کرو گی اور وہ کرو گی ۔۔۔ اس قدر پابندیوں کے ساتھ۔۔۔ یہاں تک کہ اپنے فرسٹ کزن سے ملنے کی بھی اجازت نہیں تھی ۔۔۔ بالکل مذہب کے مطابق۔۔۔ لیکن کہا کہ تعلیم ۔۔۔ کا مطلب ۔۔۔ یہ نہیں کہ تم آزاد ہو جاؤ ۔۔۔ فیشن ایبل ہونا تعلیم نہیں ہے۔ مَیں تم کو تمہارے ذہنوں کو جلا دینا چاہتا ہوں ۔۔۔ اور میرے دادا تو شکر ہے کہ وہ حیدر آباد دکن میں تھے وہاں پہلے سے تعلیم عام تھی وہاں بہت کھلے دل کے لوگ تھے۔ میری پھوپھیاں بھی سب پڑھی ہوئی ہیں۔۔۔ نانی اماں ہماری اتنی پڑھی لکھی تھیں کہ وہ ہمیں CORRECT کیا کرتی تھیں (ہماری تصحیح کرتی تھیں) ہمارے شعر وغیرہ ہم غلط پڑھ رہے ہوں تو وہ صحیح کر دیا کرتی تھیں۔

۔۔۔ ہمارے رسولؐ کو بھی آپ نے دیکھا کہ اللہ تعالےٰ نے بہت معزز خاندان سے چنا۔ ان کی نسل اور شجرہ جو تھا وہ آپ نے دیکھا کہ بہت اعلیٰ تھا جس کا کوئی مقابلہ ہی نہیں کر سکتا۔۔۔

سیدہ۔۔ تو اس وقت ہمارے RELIGION (مذہب) کو بہت سے لوگ جو USE (استعمال) کر رہے ہیں۔۔۔

○ USE (استعمال) نہ کہیئے MIS USE (غلط استعمال) کہیے۔ مذہب کو لوگوں نے کاروبار بنا لیا ہے ۔۔۔ نام بہت لیا جاتا ہے اور RELIGION (مذہب) اصل میں ۔۔۔ مَیں نے یہی کہا تھا اپنے کلب میں۔ لوگوں نے کہا کہ مسلمانوں پر بڑی مصیبتیں آرہی ہیں ۔۔۔ مَیں نے کہا کہ آپ یہ بتایئے مسلمان کتنے ہیں؟ مجھے شکوہ جواب شکوہ بے حد پسند ہے اور مَیں کہتی ہوں ہر مسلمان کو ضرور پڑھنا چاہیئے اقبال نے تو برسوں پہلے یہ بات کر دی تھی شکوہ اور جواب شکوہ لکھ کر انہوں نے ہمارے سارے سوالوں کا جواب دے دیا۔ تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو۔۔۔ ہم مسلمان تو رہے ہی نہیں۔ ہم منافق ہیں۔ منافق ہو گئے ہیں۔۔۔ نام ہر وقت اسلام کا لیتے ہیں لیکن ہمارا کوئی فعل اسلام کے مطابق نہیں ہوتا۔ ہم ہر کام اس کے خلاف کرتے ہیں۔ ہم رشوت لیتے ہیں ۔۔۔ ہم جوا کھیلتے ہیں ہم شراب پیتے ہیں۔ ہر برے کام کرتے ہیں اور اس کے بعد ہم کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں۔۔ نماز ہم ایک نہیں پڑھتے مذاق اڑاتے ہیں ہم اپنے علماء کا دینداروں کا۔۔۔ اپنے بڑے بزرگوں کا۔۔۔ اور اس کے بعد ہم کہتے ہیں۔ ہم مسلمان ہیں۔ خدا نے ہم پر کیوں آفت بھیج دی۔ تو دیکھیئے اگر ایک بچہ باہر کا غلطی کرے گا تو مَیں اس کو کچھ نہیں کہوں گی۔ لیکن میرا بچہ کرے گا تو مَیں اس کی پٹائی کر دوں گی اس لئے کہ مَیں نے اسے تربیت دی ہیں نے اسے بھلا اور بُرا بتا دیا ہے اور وہ جان کر اگر بُرائی کرے ۔۔۔ تو اللہ تعالیٰ کا بھی یہی ہے کہ ہمیں سب کچھ سکھا دیا گیا ہے۔ ہمیں ایک مکمل کتاب دے دی گئی ہے ہمیں پورا ضابطہ حیات بتا دیا ہے اس کے بعد ہم جب بالکل ہی غلط کرتے ہیں اس کے خلاف کرتے ہیں تو اس کا عذاب ہمارے اوپر ہی اترے گا۔ ان پر کیوں اترے جنہیں اللہ تعالےٰ نے وحی نہیں دی۔

سیدۃ۔۔۔ اب قرآن شریف میں صاف لکھا ہے کہ مسلمان مسلمان کو قتل نہ کرے وہ بھائی بھائی ہیں اور عرصہ دراز سے۔

○ مسلمان ہی مسلمان کو مار رہا ہے۔ عورتوں بچوں بوڑھوں مظلوموں کو انہوں نے مارا ہے ۔۔۔ صرف نام کے مسلمان ہیں۔۔۔ دنیا بھر میں دیکھیں کہ مسلمان دنیا میں بہت تباہ ہے ہر طرف اس پر تباہی آئی ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان مسلمان نہیں رہا۔۔۔ بہت کم گھرانے ہیں۔۔۔ چند ایک کے مسلمان ہونے سے اسلام نہیں کہا جا سکتا۔۔ بہت کم گھرانوں میں اصل میں اسلام رہ گیا ہے جہاں واقعی اصول باقی ہیں اقدار باقی ہیں۔۔۔ بہت کم خاندان ہیں۔۔۔ نام بہت لیا جاتا ہے۔ تسبیح ہاتھ میں گھمائی جاتی ہے۔ مزاروں پر جایا جاتا ہے چادریں چڑھائی جاتی ہیں۔

سیدہ۔۔۔ یہ تو ہمارا اسلام کہتا بھی نہیں۔۔۔۔

○ چادریں چڑھانا۔۔۔ مزاروں پر جانا گناہ ہے۔۔۔ یہ منع ہے۔۔۔ آپ ان کے لئے۔۔۔ بزرگوں کے لئے فاتحہ پڑھیئے وہ آپ کو کچھ دے نہیں سکتے۔ صرف خدا دے سکتا ہے اور خدا کے لئے وسیلہ کی ضرورت نہیں۔ وہ آپ ڈائریکٹ مانگیں۔ جس وقت بھی مانگیں جہاں مانگیں اس کے دروازے آپ کے لئے کھلے ہیں اور یہ ہم شرک کرتے ہیں جا کے چادریں چڑھانا۔ جیسے داتا دربار پر ہوتا ہے۔۔۔ کس قدر بڑی ہستی ہیں۔ وہ اس ملک میں آئے تھے اور انہوں نے اسلام پھیلایا۔۔۔ کیا کیا کچھ نہیں کیا اور ان کے مزار پر جو کچھ ہوتا ہے میں کہتی ہوں ان کی روح تڑپتی ہوگی۔۔۔ دودھ سجایا جاتا ہے۔۔ عرق گلاب سے دھویا جاتا ہے۔۔۔

باقی صـ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

نون۔ سین

بنگلہ دیش کی معیشت

بنگلہ دیش غریب ممالک میں شمار ہوتا ہے اور خلیج کے بحران نے اس پر اتنا برا اثر ڈالا ہے کہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ آئندہ بارہ ماہ میں اس ملک کو ڈیڑھ ارب ڈالر کا نقصان ہوگا۔ اور چونکہ اس ملک نے بھی امریکہ کا ساتھ دیا ہے اور سعودی عرب کی حفاظت کیلئے اپنی فوج بھجوائی ہے۔ اس لئے اسکے نقصان کو پورا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ غالباً امریکہ اور سعودی عرب دونوں مل کر اس خسارہ کو پورا کریں گے ملک کی آبادی ۱۱ کروڑ ہے اور ایک ذریعہ اسکے خسارہ کے پورا کرنے کا اللہ تعالیٰ نے یوں مہیا فرمایا ہے کہ چاول جو یہاں کی بنیادی خوراک ہے اور سب سے بڑی پیداوار ہے اسکی فصل اس سال نہایت اچھی کر دی ہے۔ ۹۰-۱۹۸۹ء میں بنگلہ دیش نے ½۱۹ ملین ٹن چاول پیدا کئے تھے اور یہ اس سے گذشتہ سال کی نسبت ۲ ملین یا ۲۰ لاکھ ٹن زیادہ تھے۔ یہ پیداوار ملک کی ضرورت کیلئے آئندہ کی کٹائی تک کافی سمجھی جاتی ہے۔ بعض اندازوں کے مطابق یہ مقدار ۹۱-۱۹۹۰ء کے لئے بھی اسطرح کافی ہوگی کہ مزید چاول درآمد نہیں کرنے پڑیں گے یا یوں کہیئے ۲۵ لاکھ ٹن گذشتہ سال کا بچا ہوا چاول موجود ہے۔ ابھی چاولوں کو سٹور ہی کیا جا رہا تھا کہ خلیج کے بحران کا سامنا کرنا پڑا۔ جہاں لاکھوں بنگلہ دیشی کام کرتے تھے اور جن کے گھر واپس آجانے کی وجہ سے وہ بے روزگار ہو گئے۔ بنگلہ دیش کے نائب صدر مودود احمد جو اس کمیٹی کے صدر ہیں۔ جو خلیج کے بحران کے اثرات کا اندازہ لگانے کے لئے تشکیل دی گئی ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ ڈیڑھ ارب ڈالر کا خسارہ ہوگا۔ جسمیں وہ رقم بھی شامل ہے جو بنگلہ دیشی باہر سے اپنے ملک بھیجا کرتے تھے اور جو زائد رقم برآمدات کے لئے استعمال کرنی پڑے گی۔ اس کمیٹی کے اندازوں کے مطابق ساٹھ کروڑ ڈالر تو سیدھا سادھا سا نقصان ہے جس میں ۲۲ کروڑ ڈالر مزید شامل کرنے کی ضرورت ہے جو تیل کی درآمد سے پیش آئے گا۔ ان ممالک میں رہنے والے بنگلہ دیشی ۱۶ کروڑ ڈالر اپنے ملک بھیجا کرتے تھے۔ بنگلہ دیش دوسرے ممالک کو چائے اور پٹ سن برآمد کرتا ہے۔ اور اسکی برآمدات سے ½۱ ارب ڈالر موصول ہوتے ہیں۔ جہاں تک بنگلہ دیشیوں کو خلیج سے واپس لانے کا سوال ہے اندازہ لگایا گیا ہے کہ ½۳ کروڑ ڈالر خرچ ہوں گے۔ جبکہ اقوام متحدہ کے ریزولیوشن کے مطابق عراق اور کویت سے تجارت کے سلسلے میں ۱۲ کروڑ ڈالر کا خسارہ عمل میں آئیگا۔

بہت سی رقوم جنہیں خسارہ میں شامل کیا جانا چاہیئے وہ متعدد ذرائع سے تعلق رکھتی ہیں مثلاً انشورنس شپنگ وغیرہ وغیرہ۔ بنگلہ دیش تقریباً ۲۰ لاکھ ٹن پیٹرولیم پراڈکٹس خریدتا ہے اور دس لاکھ ٹن کروڈ آئل۔ اور اسکی زیادہ مقدار وہ سعودی عرب اور عرب متحدہ امارات سے لیتا ہے۔ چونکہ تیل کی درآمدات کم ہوگئیں ہیں اسلئے حکومت نے گذشتہ ہفتوں میں ۲۵ فیصد قیمت میں اضافہ کر دیا ہے۔ لیکن بعض علاقوں میں خاص طور پر ڈھاکہ سے باہر یہ اضافہ ۵۰ فی صد تک پہنچ گیا ہے۔ حکومت نے ایک یہ اقدام بھی کیا ہے کہ جمعہ کے روز گیسولین کی فروخت پر پابندی لگا دی اسکے علاوہ بجلی کے استعمال پر بھی کچھ پابندیاں عائد کی ہیں اور لوگوں کے بیرونی ممالک سفر کی کم اجازت دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ تیل کی بیس فیصد کمی کو گیس سے پورا کیا جائے گا۔ لیکن یہ پوری طرح ۱۹۹۱ء میں ممکن ہو سکے گا۔

جب پاکستان معرض وجود میں آیا تھا تو حضرت امام جماعت (الثانی) (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) نے پاکستانی حکمرانوں کو یہ مشورہ دیا تھا کہ انہیں اپنی زندگی ایسے طریق پر بسر کرنی چاہیئے کہ بیرونی ممالک سے قرضہ جات نہ لینے پڑیں۔ حضور انور نے فرمایا تھا کہ ایک دفعہ قرضہ لینے کی عادت پڑ جائے تو قوم مقروض ہی ہوتی چلی جاتی ہے۔ لیکن اس قسم کے مشورے عام طور پر قبول نہیں کئے جاتے ملک قرضہ لینے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ اور پھر آہستہ آہستہ قرضہ ان کی ضرورت بن جاتی ہے اور وہ یہ بات سوچ بھی نہیں سکتے کہ وہ قرضہ لئے بغیر اپنی معیشت کو زندہ رکھ سکتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اگر قرض نہ لیا جائے تو زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا کہ ملک بظاہر زیادہ خوشحال نہیں ہوگا۔ اور بعض ترقیاتی سکیمیں بھی عمل میں نہیں لائی جاسکیں گی لیکن زندگی آزاد ہوگی اور اس آزادی کے نتیجے میں وہ وقت بھی دور نہیں ہوگا۔ جب ترقیاتی سکیموں پر بھی عمل کیا جا سکے گا۔ اور ملک کو خوشحال بھی بنایا جا سکے گا۔

یوم اطفال ۱۹۹۰ء

برطانیہ

امسال یو۔ کے جماعت کے اطفال کا اجتماع بریڈفورڈ مشن میں ۱۷ مارچ ۱۹۹۰ء کو منعقد ہوا۔

جنوبی انگلینڈ کے اطفال کے لئے لندن سے باہر سفر کرنے اور اپنے دوسرے مشنوں اور اپنے طفل بھائیوں سے ملنے کا پہلا موقعہ تھا۔ اللہ کا شکر ہے کہ منتظمین کی کوششوں کو مولا کریم نے اپنے خاص فضل سے نوازا اور یہ اجتماع کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا۔

لندن، مڈل سیکس، ساوتھ ریجنز، بریڈفورڈ شائر، سکاٹ لینڈ، نارتھ ویسٹ ریجن، اور ویلز کے ۲۰۰ اطفال نے اس اجتماع میں شرکت کی۔ جنوبی علاقے سے بیشتر اطفال جمعہ کے روز دیر رات گئے بریڈفورڈ مشن پہنچے۔ ان کے پہنچنے پر ان کا گرم جوشی سے استقبال کیا گیا۔

ہر آنے والے مہمان کی فوری طور پر ماکولات اور مشروبات سے تواضع کی گئی اور طعام مہیا کیا گیا۔ حالانکہ بعض پارٹیاں آدھی رات کے بھی بعد پہنچیں۔

صدر صاحب بنفس نفیس چار منی بسوں کے قافلے کے ساتھ لندن سے تشریف لائے۔

افتتاحی اجلاس کی صدارت محترم رفیق اے۔ حیات صاحب صدر خدام الاحمدیہ نے کی۔ اس مختصر افتتاحی اجلاس کے بعد سب لوگ لوکل سکول گئے۔ جہاں فٹ بال اور باسکٹ بال کے دلچسپ مقابلے دیکھنے میں آئے۔ چوہدری آفتاب احمد خان صاحب امیر جماعت یو۔ کے اور ایک لوکل سینئر پولیس آفیسر صاحب کو خاص طور پر اجتماع میں شامل ہونے کی دعوت دی گئی تھی۔ دونوں اصحاب تشریف لائے اور سپورٹس سیشن میں شامل ہو کر دلچسپی کا اظہار کیا۔ وہ فائنل میں آنے والی مانچسٹر اور کرائیڈن کی فٹ بال ٹیموں سے بھی ملے۔ اس میچ میں کرائیڈن کی ٹیم نے میچ جیت کر ٹرافی حاصل کی۔

اس کے بعد تمام اطفال واپس بریڈفورڈ مشن آئے اور لنچ اور نمازوں کے بعد تربیتی پروگراموں مثلاً تلاوت، نظم، تقریر اور ذہنی آزمائش میں حصہ لیا

ایک خاص پروگرام جو کہ نماز کے متعلق معلومات کا تھا۔ اس کا سلسلہ تمام دن جاری رہا۔ ہر طفل جو اس امتحان میں کامیاب ہو جاتا اس کو خاص طور پر تیار کردہ سرٹیفکیٹ دیا جاتا۔ سردار رفیق صاحب جن کو اب یو۔ کے کے لئے مربی اطفال مقرر کیا گیا ہے، نے یہ پروگرام مرتب کیا تھا۔

۱۴۰ اطفال نے اس پروگرام میں حصہ لیا۔ اور ان میں سے ۹۵ اطفال نے اس میں کامیابی حاصل کی۔ اس سے ان کوششوں کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے جو کہ تمام ملک میں اطفال کی تربیت کے لئے کی جا رہی ہیں۔ اور اللہ نے چاہا تو آئندہ اس سے بھی بہتر نتائج حاصل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

آخری اجلاس میں فضل صاحب سیکرٹری مجلس اطفال نارتھ ریجن نے رپورٹ پڑھ کر سنائی۔ لوکل انسپکٹر صاحب پولیس نے بھی ایک دلچسپ تقریر کی جس میں ایک بامقصد حکایت بیان کی جس سے اطفال نے بہت حظ اٹھایا۔

اس کے بعد امیر صاحب جماعت یو۔ کے نے تقریر فرمائی جس میں انہوں نے منتظمین کی کاوشوں کو سراہا اور اطفال کو نصائح سے نوازا۔

آخر میں امیر صاحب نے اطفال کو انعامات تقسیم کئے جس کے بعد انہوں نے دعا کروائی۔ اور اس طرح سے یہ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

اس کے بعد کھانا پیش کیا گیا اور جنوبی علاقوں سے آئے ہوئے اطفال نے مشن ہاؤس میں رات بسر کی۔ صبح کو جانے سے پہلے اطفال نے ناشتہ کیا اور اپنے انعاموں کے ساتھ خوش و خرم اپنے واپسی سفر پر روانہ ہوئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگان

چوہدری مبارک مصلح الدین احمد

محترم صوفی محمد ابراہیم صاحب

محترم صوفی محمد ابراہیم صاحب ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول، ان بزرگوں میں سے تھے جو اب خال خال ہی رہ گئے ہیں۔ آپ کے احمدیہ ہوسٹل لاہور کے ساتھیوں میں سے مکرم شیخ محمد احمد مظہر صاحب اور مکرم مرزا عبدالحق صاحب یا چوہدری علی اکبر صاحب (باب الابواب) رہ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں بے حد برکت ڈالے اور صحت کے ساتھ ان کے وجود تادیر سلامت رکھے اور نئی نسل کو ان کی صحبت سے زیادہ سے زیادہ مستفیذ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

محترم صوفی صاحب خاکسار کے والد مکرم صوفی غلام محمد صاحب کے بچپن کے ساتھی تھے اور پھر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان، چنیوٹ اور ربوہ لمبا عرصہ ایک ساتھ سلسلہ کی خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ اس بناء پر آپس میں بالکل بھائیوں جیسا تعلق تھا اور ہم انہیں چاچاجی کہتے تھے اور آپ کا سلوک بھی ہمارے ساتھ اپنے بچوں جیسا ہی تھا اور ہم سے بہت پیار اور محبت فرماتے تھے۔

یوں تو خاکسار کا ان سے شروع سے ہی تعلق خاصہ تھا لیکن محترم والد صاحب کی وفات کے بعد یہ تعلق پہلے سے بھی بڑھ گیا اور آپ کی شفقت میں بھی بے پایاں اضافہ ہوا۔ میں جب بھی دعا کے لئے عرض کرتا آپ فرماتے کہ تمہارے لئے اور تمہارے بچوں کے لئے ہر نماز میں دُعا کرتا ہوں۔

قریباً دو سال ہوئے آپ کی طبیعت کچھ علیل ہوئی اور کمزوری محسوس کرتے پر کچھ ایسا اظہار کیا۔ جس پر خاکسار نے عرض کیا ابھی تو آپ نے خدا کے فضل سے صد سالہ جوبلی جشن دیکھنا ہے اور پھر جوبلی کا جلسہ یو کے میں بھی شامل ہو کر حضور پرنور سے ملاقات کا شرف حاصل کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان چند سالوں میں پہلے سے بڑھ کر جماعت پر جو فضل فرمائے ہیں ان کا وہاں جاکر مشاہدہ کرنا ہے تو مسکرا کر فرمانے لگے کیا میں جا سکوں گا؟ میں نے عرض کیا بالکل آپ فکر نہ کریں وہاں ایسی سہولتیں ہیں کہ آپ کوئی تکلیف محسوس نہیں کریں گے۔ سفر بھی اللہ نے چاہا تو خوشگوار رہے گا اور وہاں آپ کے بچے ہیں ان کو خدمت کر کے بھی خوشی ہوگی۔ آپ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا کہ میری تو یہ خواہش ہے کہ حضور پرنور میرا جنازہ پڑھا دیں۔ اس سے قبل بھی وہ خاکسار سے اس خواہش کا اظہار فرما چکے تھے لیکن اس روز اور ہی رنگ میں اسے بیان کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس خواہش کو اس طرح پورا فرمادیا کہ گو آپ ۱۹۸۹ء کے جلسہ پر تشریف نہ لے جا سکے لیکن امسال ۱۹۹۰ء کے جلسہ سالانہ U.K میں شمولیت کے لئے آپ معہ اپنی بیٹی مبارکہ کے تشریف لے گئے اور باقاعدہ جلسہ کی کارروائی سن کر بے حد حظ اٹھایا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ پیارے آقا سے ملاقات ہوگئی۔ جلسہ کے بعد آپ کی بیٹی طاہرہ سعید لون کے بیٹے مسعود لون کی شادی تھی۔ بارات کینیڈا گئی اور آپ ان دنوں اپنے سب سے چھوٹے بیٹے ظفر محمود کے ہاں جلنگھم میں مقیم ہوئے۔ آپ کی طبیعت خدا کے فضل سے معمول کے مطابق تھی۔ اچانک ۲۳، اگست کی دوپہر کو آپ کی طبیعت خراب ہوگئی۔ ہسپتال علاج کے لئے لے جایا گیا۔ لیکن مختصر علالت کے بعد اگلے روز صبح ۲، بجے جمعہ والے دن مورخہ ۲۴، اگست کو آپ کی روح اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہوگئی اور آپ ہم سے ہمیشہ کے لئے جُدا ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا فرمائے کہ آپ کی نماز جنازہ حضرت امام جماعت الرابع نے پڑھائی جس کے بعد ان کے بیٹے ظفر محمود میت کو لے کر ۳۱، اگست بروز جمعہ ربوہ پہنچے۔ یہاں نماز عشاء کے بعد بیت المبارک میں مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے نماز جنازہ پڑھائی جس میں کثیر احباب نے شرکت کی۔ چہرہ بھی دکھایا گیا جو کہ بہت ہی پرسکون تھا۔ آپ کو موصی ہونیکا شرف بھی حاصل تھا۔ چنانچہ بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ قبر تیار ہونے پر مکرم میاں محمد ابراہیم صاحب بی اے جمونی سابق ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام سکول ربوہ نے دُعا کروائی۔

آپ کے احمدیہ ہوسٹل لاہور کے ساتھی محترم مرزا عبدالحق صاحب نے خاکسار کو بتایا کہ جب وہ کالج میں فرسٹ ائیر میں داخل ہوئے تھے تو مکرم صوفی محمد ابراہیم صاحب سیکنڈ ائیر میں تھے ایک دفعہ جلسہ سالانہ ربوہ کے موقعہ پر خاکسار (مرزا صاحب) صوفی محمد ابراہیم صاحب اور صوفی غلام محمد صاحب کے ساتھ سٹیج پر دری پر بیٹھا ہوا تھا۔ اجلاس برخواست ہونے پر حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد امام جماعت الثالث نے واپس جاتے ہوئے ہمیں دیکھا تو ہماری طرف آئے اور متبسم لہجہ میں فرمایا "THREE MUSKETEERS" میں نے (مرزا صاحب) عرض کیا حضور صوفی محمد ابراہیم صاحب تو پکے جنتی ہو گئے ہیں۔ موتیا کی وجہ سے انہیں دکھائی بھی کم دے رہا ہے اور سنتے بھی بہت کم ہیں۔ جس پر حضور مسکرائے اور پرتبسم لہجہ میں مختصر بات کر کے تشریف لے گئے۔

مکرم چاچاجی پیدائشی احمدی تھے۔ حضرت امام جماعت اوّل اور ثانی کی صحبت سے بے حد مستفید ہوئے اور ان کے دروس سننے کا موقعہ پایا۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۹۳، سال تھی۔ نیکی تقویٰ اور عبادات سے شغف کی بناء پر بچپن میں ہی ساتھیوں نے خاکسار کے والد صاحب کی طرح آپ کے نام کیساتھ بھی صوفی لگا دیا اور پھر بعد کی عملی زندگی میں آپ نے ثابت کر دکھایا کہ آپ واقعی اس نام کے حقدار تھے۔ آپ بہت ہی خداترس اور دعاگو بزرگ تھے۔ مجھے آپ کو بہت ہی قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا ہے۔ ایک دفعہ ایک ہی کمرہ میں آپ کے ساتھ شب گزارتے ہوئے میں نے نوٹ کیا کہ آپ بہت ہی مختصر وقت سوتے اور آدھی رات گزرنے کے تھوڑی دیر بعد ہی آپ بیدار ہو جاتے اور اپنے مولیٰ کے دربار میں حاضری دیتے ہوئے بڑے دردوالحاح کے ساتھ اپنی مناجات پیش کرتے۔ آپ کو قرآن کریم کے بہت سے حصّے یاد تھے چنانچہ آپ قیام میں لمبی تلاوت فرماتے جو بہت صاف ہوتی اور الفاظ کی ادائیگی اور قرأت دل سے کرتے۔ آپ گھر کے جو ان افراد اور بچوں کو بڑے پیار سے انداز میں اشاروں کنایوں میں ایسے طریق پر نصیحت فرماتے جو کہ ان پر فوری اثر کرے۔ لیکن جہاں کوئی اصولی بات ہوتی یا دینی مسئلہ ہوتا تو آپ بڑے زوردار طریق پر با دلائل گفتگو فرماتے جو بہت ہی CONVINCING ہوتی۔

آپ کی شخصیت بڑی پروقار، پُراثر، وضعدار، بارعب اور بااصول تھی، دوستوں کے دوست تھے چنانچہ کئی مواقع پر مکرم ملک غلام فرید صاحب اور والد صاحب کے ساتھ آپ کی محفل بہت ہی بے تکلفی میں ہوتی۔ بچوں سے اور شاگردوں سے محبت اور شفقت کا سلوک فرماتے۔ اور بزرگوں کا بے حد احترام کرتے لیکن دفتری امور اور فرائض کی ادائیگی میں اصولوں کی پابندی اور ڈسپلن کو قائم رکھنا آپ کا شیوہ تھا۔ بی ایس سی کرنے کے بعد ۱۹۵۳ء میں جبکہ ہیڈ ماسٹر تھے کچھ عرصہ خاکسار کی ڈیوٹی لگی کہ تعلیم الاسلام ہائی سکول میں طلباء آمدہ از بیرون پاکستان کو انگریزی میں مختلف مضامین پڑھاؤں۔ چنانچہ خاکسار نے ان طلباء کو سائنس، ریاضی، تاریخ جغرافیہ اور دینیات پڑھانے کے فرائض سرانجام دینے کی توفیق پائی۔ میں نے قریب سے مشاہدہ کیا۔ محترم صوفی صاحب تفصیل میں جاکر ہر کام میں ذاتی دلچسپی لیتے ہوئے اس کا معیار بلند تر چاہتے تھے۔ ڈسپلن میں STRICT تھے۔ گاہے بگاہے چکر لگا کر معائنہ کرتے رہتے تھے تاکہ تدریس کا کام صحیح طور پر چلتا رہے۔ اشیاء کی خرید پوری تحقیق اور تسلی کے بعد خوب پرکھ کر کم سے کم قیمت پر کرتے اور سلسلہ کے اموال اور جائیداد کی حفاظت پر خاص توجہ دیتے گویا آپ ایک مثالی منتظم اور خادم سلسلہ تھے۔

آپ کو کئی سال سے معدہ کے السر کی تکلیف تھی اور ۱۹۵۶ء میں جب آپ سکول سے ریٹائر ہوئے تو موتیا کی تکلیف ہو گئی جو کہ پکتا نہ تھا اس بناء پر لمبا عرصہ آپریشن ملتوی رہا۔ جب میڈیکل سائنس نے مزید ترقی کی اور IMMATURE موتیا کا آپریشن بھی کیا جانے لگا تو آپ نے آپریشن کروایا۔ جس سے بینائی بفضلہ تعالیٰ بحال ہوگئی۔ لیکن دیر تک نظر جما کر باریک کام آپ نہیں کر سکتے تھے۔ بناء بریں آپ زیادہ تر گھر پر ہی رہتے لیکن پرہیز اور خوراک میں احتیاط کے نتیجہ میں عمومی صحت بہت اچھی رہی اور آپ آخری دم تک ALERT رہے۔ آپ ٹھیک ٹھاک مطالعہ بھی کرتے رہے۔ دینی کتب بالخصوص مختلف مفسرین کی تفاسیر، سیرۃ اور تاریخ سائنس اور جنرل تاریخ کی کتب کے علاوہ اخبار کا مطالعہ اور مختلف ریڈیو کے پروگرام سننے سے آپ کو دلچسپی رہی۔ اکثر کتب خریدنے کا شوق تھا اور ہر کتاب کا گہری نظر سے مطالعہ کرتے اور بڑا جامع اور دقیق تبصرہ فرماتے۔ آخری ایام تک آپ اپنے ہاتھ سے پنکھا، ریڈیو، نائٹ لائٹ ٹیبل لیمپ وغیرہ کی مرمت کرتے رہے۔ گو بہت صاف ستھرا۔ لباس پہنتے اور گفتگو میں FORCEFUL تھے۔ لیکن طبیعت درویش صفت پائی تھی۔ ہر سال اپنے کپڑے سویٹر وغیرہ قریباً سارے ہی خواہ بالکل نئے ہوں مستحقین کو دے دیتے اور اگلے سیزن کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لئے محفوظ نہیں رکھتے تھے۔ در پردہ غریبوں کی امداد کرتے رہتے تھے۔ چندوں میں بہت باقاعدہ تھے۔ کسی عزیز سے کوئی نقد تحفہ ملتا تو فی الفور اس پر چندہ ادا کرتے اپنا حساب صاف رکھنے کے عادی تھے۔ ابھی سال ختم نہیں ہو پاتا اور یہ فکر ہو جاتی کہ دفتر وصیت کو اصل آمد سے مطلع کر کے سالانہ حساب ان سے حاصل کر لیا جائے۔ بڑے صابر و شاکر تھے۔ ان کی ایک بیٹی عین جوانی میں وفات پا گئیں تو بہت ہی غیر معمولی برداشت کا مظاہرہ کیا اور پھر جب کئی سال قبل جب ماسی جی یعنی آپ کی بیگم صاحبہ کی وفات ہوئی تو آپ بڑے پرسکون طریق پر ذکرِ الٰہی میں معروف رہے۔ ان کی میت کو نہلانے کے بعد کفن وغیرہ پہنا کر کمرہ میں رکھا گیا تو ان کے بڑے بیٹے، بھائی مبارک محمود صاحب نے کہا ابا جی آئیں اور اماں جی کا چہرہ دیکھ لیں۔ آپ نے خاموشی کے ساتھ چند منٹ چہرہ دیکھا اور زیرِ لب دعا کرتے ہوئے اپنے کمرہ میں واپس آ گئے۔ خاکسار کے والد صاحب کی وفات پر آپ نے بہت محسوس کیا اور فرمانے لگے وہ جو کام کرنے والے تھے اور صحتمند تھے رخصت ہو گئے اور ہم کمزور پیچھے رہ گئے۔ محترم والد صاحب کی وفات پر خاکسار لندن سے آیا تھا اور بارہ روز بعد واپس بغرض ہارٹ بائی پاس آپریشن جانا پڑا۔ آپ کو میری بہت فکر تھی جب میرا آپریشن تھا آپ ان دنوں لاہور تھے آپ نے بہت فکرمندی سے بار بار میری طبیعت دریافت کی آخر ایک روز آپ کے داماد برادرم سعید احمد لون (ایسٹ لندن) نے میری آپ سے فون پر بات کروائی تو آپ کو تسلی ہوئی اور بار بار پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے؟ اور فرمایا کہ میں تمہارے لئے بہت دعا کر رہا ہوں۔

آپ نے بی ایس سی کرنے کے بعد وقف کرنے کی توفیق پائی اور آپ کی پہلی تقرری یکم اکتوبر ۱۹۲۲ء کو بطور مربی سلسلہ احمدیہ ہوئی۔ ملکانہ کی شدھی کی تحریک میں کچھ عرصہ آپ بطور سیکرٹری امیر المربیان رہے پھر حلقہ متھرا میں انسپکٹر مربیان کے طور پر خدمات بجا لائیں۔ اپریل ۲۴ء سے اپریل ۲۵ء تک ایک سال آپ کو امیر المربیان ہونے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ قریباً ۶ ماہ آپ انچارج مشنری میں پوری ملکانہ مشن بھی رہے۔ یکم اکتوبر ۱۹۲۵ء کو آپ کی تقرری تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں بطور ٹیچر ہوئی اور آپ طلباء کو سائنس کی تدریس دیتے رہے۔ ۱۹۲۶ء میں آپ ٹریننگ کالج گئے اور بی ٹی پاس کی۔ مئی ۴۴ء میں سکول کے دو حصے کئے گئے مڈل حصہ کے ہیڈ ماسٹر خاکسار کے والد مکرم صوفی غلام محمد صاحب مقرر ہوئے اور ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر آپ مقرر ہوئے تھوڑے ہی عرصہ بعد پھر ہر دو حصے اکٹھے کر دیئے گئے اور پہلے مکرم سید سمیع اللہ صاحب اور پھر حضرت سید محمود اللہ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے اور مکرم صوفی محمد ابراہیم صاحب کو بطور سیکنڈ ہیڈ ماسٹر خدمات سرانجام دینے کی توفیق ملی۔ پارٹیشن کے بعد تعلیم الاسلام سکول چنیوٹ آ گیا اور پھر عمارت بننے پر ربوہ آ گیا۔ ۱۷، دسمبر ۱۹۵۳ء کو ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے اور اسی حیثیت سے آپ یکم جون ۱۹۵۶ء کو ریٹائر ہوئے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد آپ کی رہائش محلہ دارالرحمت غربی ربوہ میں پہلے حضرت مولوی محمد الدین صاحب کے پڑوس میں اور پھر دفتر الفضل کے قریب رہی۔ آپ کی ساری اولاد کو خوب خدمت کی توفیق ملی۔ لیکن برادرم طاہر محمود صاحب نے خصوصی طور پر لمبا عرصہ ان کے پاس رہ کر ان کی خدمت کی اور بیٹی مبارکہ محمود نے بھی خدمت کا حق ادا کیا۔ طاہر محمود صاحب کے تمام بچوں بالخصوص ڈاکٹر نعیم احمد طاہر اور کلیم صاحب اور والدہ نعیم طاہر نے بہت خدمت کی اللہ تعالیٰ انہیں احسن جزاء دے۔ خاکسار کو بھی قادیان میں نویں جماعت میں ان سے سائنس پڑھنے کی سعادت حاصل ہے اور آپ کے ہزارہا شاگرد اس وقت مرکز میں بھی اور دنیا کے مختلف کونوں میں خدمت سلسلہ پر مامور ہیں۔ قادیان میں سالہا سال تک جلسہ سالانہ کے دنوں میں دارالعلوم کے ناظم حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب ہوتے تھے۔ جن کے دو نائب ناظم تھے ایک لنگر خانہ کے انچارج خاکسار کے والد صاحب اور دوسرے محترم صوفی صاحب جو کہ قیام اور مہمان نوازی کے انچارج ہوتے تھے۔ اس لحاظ سے آپ نے بھرپور خدمت سلسلہ کی توفیق پائی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ سے اپنے نیک بندوں والا سلوک فرماتے ہوئے اپنے قرب میں جگہ دے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ہم سب کو ان بزرگوں کی نیک روایات کو قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

قارئین کرام سے گذارش ہے کہ تمام مریضوں کیلئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ عطا فرمائے۔

(ادارہ)

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرم مرزا حفیظ احمد صاحب کارکن وکالت علیاء کی اہلیہ امۃ السبوح صاحبہ چند روز سے بیمار ہیں اور ہسپتال میں داخل ہیں۔

○ مکرم رشید احمد صاحب۔ صدر کراچی کے بیٹے ماسٹر رضوان احمد صاحب کے تالو کا اپریشن میڈیکیئر ہسپتال کراچی میں ہو رہا ہے۔

احباب ان سب کے لئے دعا کریں۔

سانحہ ارتحال

○ مکرم عبدالرشید ارشد صاحب ابن مکرم عبدالرحمٰن صاحب لون آف قادیان مورخہ ۲۶، ستمبر ۹۰ء کو دل کا دورہ پڑنے پر میو ہسپتال لاہور میں رات ۹ بجے انتقال کر گئے۔ ان کو ماڈل ٹاؤن لاہور میں دفن کر دیا گیا۔ آپ نے اپنی یاد میں بیوہ ایک لڑکا اور چار لڑکیاں چھوڑی ہیں۔

○ مکرم مولوی محمد عبداللہ صاحب (ابن حضرت میاں پیر محمد صاحب آف پیر کوٹ ضلع گوجرانوالہ رفیق حضرت بانی سلسلہ) ۲۸، ستمبر کو صبح پونے آٹھ بجے میانوالی میں جہاں آپ اپنے چھوٹے بیٹے مکرم ڈاکٹر صفی اللہ صاحب امیر جماعتہائے احمدیہ ضلع میانوالی کے پاس بغرض علاج مقیم تھے۔ بعمر قریباً ۷۶، سال وفات پا گئے آپ ۳۵، سال سے زائد عرصہ تک احمدیہ اسٹیٹس (سندھ) میں خدمات بجا لاتے رہے۔ کچھ عرصہ ناظم انصار اللہ ضلع تھرپارکر (سندھ) بھی رہے۔

موصوف مکرم مولوی سلطان احمد صاحب پیرکوٹی کے بڑے بھائی تھے۔ آپ نے اپنے پیچھے بیوہ کے علاوہ چار بیٹے اور پانچ لڑکیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

جنازہ ربوہ لایا گیا۔ بعد نماز عصر بیت المبارک میں مکرم مولوی دوست محمد صاحب شاہد نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح و ارشاد نے قبر پر دعا کرائی۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے قرب میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق بخشے۔

ختمِ قرآن

عزیز شعبان قیصر ابن چوہدری محمد امین صاحب آف چک نمبر ۵۶۵ گ ب حال مقیم ربوہ نے قرآن کریم ناظرہ چھوٹی عمر میں ہی ختم کر لیا ہے۔ عزیز مکرم چوہدری محمد اسحاق دارالبرکات ربوہ کا نواسہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے نور قرآن سے منور فرمائے اور خاندان اور احمدیت کے لئے مفید وجود بنائے۔

بقیہ: صفحہ ۴ سے آگے

سیدہ۔۔۔ یہ تو سب ہندوؤں کا طریقہ ہے۔

○ جی بالکل یہ سب ہندو کیا کرتے تھے ... وہ مورتیاں نہلاتے تھے ... عرق گلاب سے کیوڑہ سے ... آپ سوچیں منوں دودھ! آپ کے بچے پھر رہے ہیں گلیوں میں بھوکے ... یہ عرق گلاب لاکھوں روپے کا ضائع کیا وہ پیسے آپ DONATE کر دیں (عطیہ میں دے دیں) کسی ایسے ادارہ کو جو غریبوں کی مدد اور مظلوموں کی ضرورت مندوں کی مدد کر سکے ... چادریں لاکھوں روپے کی چڑھائی جاتی ہیں ... بتائیں کہ یہ چادریں ... جو ننگے بدن ہیں ان کو ڈھانپنے کے لئے ... لباس ان کو خیرات کر دو ... ہمارے ہاں اپنے بزرگوں کو دیکھا تھا۔ اس موقع پر غریبوں کو لباس بانٹے جاتے تھے غریبوں کو کھانا کھلایا جاتا تھا ... ہم کبھی مزاروں پر نہیں گئے۔

سیدہ / سونیا ... تو اس کا حل ہم کہاں سے ڈھونڈیں؟

○ ... دیکھیں ... حل اس لئے مشکل ہے کہ ہم چند لوگوں کو خوش کرنے کے لئے، ایسے لوگ ہیں جنہیں ہم خوش کرنے کے لئے ... ہمارے اوپر والے جو آتے ہیں وہ ان کاموں میں لگ جاتے ہیں ... مزاروں وغیرہ پہ ... اس طرح وہ دکھاتے ہیں کہ ہم بڑے مذہبی اور بڑے (پرہیزگار) ہیں ... ان کو چاہیئے کہ ہمت کر کے ان چیزوں سے ... یہ کہنا چاہیئے کہ یہ صحیح نہیں ہے ... ان کو ڈر ہے کہ کل یہ مولوی ہمارے خلاف فتویٰ دے دیں گے۔

(جنگ ۲۹ ستمبر ۱۹۹۰ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حفیظ احمد شاہد
مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ

بدرسوم سے پرہیز

ہمارے معاشرے میں خصوصاً دیہاتی ماحول میں بعض ایسے امور ہوتے رہتے ہیں جو شرک اور بدعت پر مبنی ہوتے ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ ایسے امور پر حضرت بانی سلسلہ اور ائمہ جماعت کی تعلیمات کو ذہن میں رکھیں۔

بدرسوم موجودہ زمانے میں ہمارے معاشرہ میں بعض بدرسوم پائی گئی ہیں۔ ان سے سیدنا حضرت بانی سلسلہ اور آپ کے ائمہ نے ہمیں آزاد کروایا اور بدرسوم کے خلاف جہاد کیا چنانچہ حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) فرماتے ہیں

"اس وقت اصولی طور پر ہر گھرانے کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں ہر گھر کے دروازے پر کھڑا ہو کر اور ہر گھرانے کو مخاطب کر کے بدرسوم کے خلاف جہاد کا اعلان کرتا ہوں"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳ جون ۱۹۶۷ء)

بدرسوم اور بدعات دور کرنے کے بارے میں حضرت بانی سلسلہ اور ائمہ احمدیت نے مختلف مواقع پر جو ارشادات فرمائے ہیں ان کا ایک مختصر سا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔ معاشرے کی اصلاح کے لئے ان پر عمل کرنا اور کروانا ہمارے لئے مفید ثابت ہوگا۔

بدلہ کا رشتہ بدلہ کا رشتہ ناپسندیدہ ہے۔ (الفضل ۱۵ جنوری ۱۹۱۸ء)

غیر قوم میں رشتہ رشتہ کے بارے میں قوم کا پابند نہیں ہونا چاہیئے بلکہ تقویٰ مدنظر رکھنا چاہیئے۔ (ملفوظات جلد نہم صفحہ ۴۶)

نمائشی مہر نمائشی مہر ناجائز ہے۔ (الفضل ۵ جنوری ۱۹۱۷ء)

زیور لڑکی والوں کی طرف سے زیور کا مطالبہ ناجائز ہے۔ (الفضل ۱۷ اپریل ۱۹۳۱ء)

جہیز کا مطالبہ و نمائش جہیز کا مطالبہ ناجائز ہے۔ (الفضل ۱۷ فروری ۱۹۳۱ء)

جہیز کی نمائش ناجائز ہے۔ (رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۴۲ء)

ناچ اور فحش گانے ناچ آتشبازی فضول بھاجی ناجائز ہے۔ (ملفوظات جلد نہم صفحہ ۴۲)

فحش گانے اور ناچ منع ہے۔ (الفضل ۱۴ جون ۱۹۳۸ء)

مہندی کی رسم مہندی کی رسم ناجائز ہے۔ (رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۴۲ء)

سہرا آدمی کو گھوڑا بنانے والی بات ہے بدعت ہے۔ (الفضل ۴ جنوری ۱۹۴۶ء)

نیوندرا نیوندرا واپسی کی نیت سے دینا جائز نہیں۔ ویسے امداد کی صورت میں درست ہے۔ (ملفوظات جلد نہم صفحہ ۴۱۹)

قبر پرستی قبر پرستی ناجائز ہے۔ (ملفوظات جلد ششم صفحہ ۲۷۳)

تعویذ گنڈے تعویذ گنڈے کرنا ہمارا کام نہیں۔ ہمارا کام تو صرف اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرنا ہے۔ (ملفوظات جلد دہم صفحہ ۲۰۳)

خدا تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو ہر قسم کی بدعت، شرک اور گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے

ضرورت
چمڑے کے ملبوسات سینے کے لئے ایسے کاریگروں کی ضرورت ہے جو کٹائی اور سلائی کا اچھا کام جانتے ہوں اور نئے نئے ڈیزائن ترتیب دے سکیں۔ اگر کسی کاریگر کے پاس چمڑا سینے کی مشین ہو تو وہ بھی کرایہ پر یا قیمتاً لی جا سکتی ہے۔ چونکہ تیار مال بیرون ملک جاوے گا لہٰذا کاریگر تجربہ کار ہوں۔
رابطہ کے لئے عطاربیؔ ۱۳/۴۳ دارالصدر جنوبی نزد یادگار چوک ربوہ
ضلع جھنگ پوسٹ کوڈ ۳۵۴۶۰ ٹیلیفون نمبر ۴۱۲

خبریں

ملکی خبریں

○ سابق وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو لاہور ہائی کورٹ میں خصوصی ٹربیونل کے سامنے پیش ہونے کے لئے آئیں تو پیپلز پارٹی کے کارکنوں نے کمرہ عدالت پر ہلہ بول دیا۔ عدالت کے دروازے ٹوٹ گئے۔ کمرۂ عدالت میں ہر جگہ لوگ بھر گئے۔ ڈائس پر بھی لوگ چڑھ گئے۔ محترمہ بے نظیر بھٹو کمرۂ عدالت کے باہر گر گئیں۔ انہیں جج کے چیمبر کے باتھ روم کا دروازہ توڑ کر ساتھ والے کمرے میں بٹھایا گیا۔ ریفرنس پیش کرنے والے وکیل نے چیمبر میں سماعت کرنے پر اصرار کیا لیکن محترمہ بے نظیر نے کہا کہ سماعت عدالت میں ہوگی۔ محترمہ کے وکلاء نے فاضل جج سے درخواست کی کہ وہ کمرۂ عدالت میں تشریف لائیں مگر سرکاری وکیل نے کہا کہ انہیں جان کا خطرہ ہے۔ بعد ازاں فاضل جج نے سماعت ۹ اکتوبر تک ملتوی کر دی۔ بعد ازاں محترمہ بے نظیر بھٹو کے وکیل مسٹر اعتزاز احسن نے کہا کہ سارا ہنگامہ سفید کپڑوں میں موجود پولیس کمانڈوز نے کیا۔ پیپلز پارٹی کے ایک اور بیان میں کہا گیا کہ سرکاری کمانڈوز نے حملہ کر کے بینظیر کو زمین پر گرایا۔

○ صدر مملکت غلام اسحٰق خان نے ہائیکورٹ میں ہونے والی غنڈہ گردی پر شدید ردِ عمل کا اظہار کیا اور کہا کہ اس طرح سے محاسبہ کے عمل کو روکے جانے کی کوشش ناکام بنا دی جائے گی۔

○ جمعیت علماء اسلام کے جنرل سیکرٹری مولانا فضل الرحمان نے ٹی۔وی کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا ہے کہ اسمبلیاں بچوں کے گھروندے نہیں کہ جب چاہو بنالو اور جب چاہو گرا دو۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ دوسرے فریق کا بھی احتساب ہونا چاہیئے۔

غیر ملکی خبریں

○ امریکہ کے صدر بش نے جنرل اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ خلیج کے تنازعہ کا واحد حل یہی ہے کہ عراق کی فوجیں کویت سے نکل جائیں۔ انہوں نے کہا کہ اس سے مشرقِ وسطیٰ کا باقی تنازعہ حل کرنے میں بھی مدد ملے گی۔

○ سوویت یونین کے وزیرِ خارجہ نے صدر بش کی جنرل اسمبلی میں تقریر کو بامقصد اور مثبت قرار دیا ہے۔

○ فرانس نے عراق کی جانب سے اس کے نو باشندوں کو رہا کرنے کے فیصلے کے بارے میں کہا ہے کہ اس سے خلیج کے تنازعے کے بارے میں فرانس کے موقف پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ فرانس نے اس خبر کی تردید کی ہے کہ اس نے عراق سے کوئی خاص رابطہ قائم کیا ہے۔

○ مشرقی اور مغربی جرمنی کا اتحاد ۳ اکتوبر کو عمل میں آگیا ہے۔ مغربی جرمنی کے چانسلر مسٹر ہلمٹ کوہل متحدہ جرمنی کے پہلے سربراہ ہوں گے۔ مشرقی جرمنی میں اتحاد کے حق میں اب پہلے جیسا جوش و خروش نہیں رہا۔ مشرقی جرمنی کی اقتصادی حالت بہت خراب ہے۔ اتحاد کے بعد مشرقی جرمنی کے باشندے ان بعض مفادات سے محروم بھی ہو جائیں گے جو ان کو کمیونسٹ نظام میں حاصل تھے۔ مشرقی جرمنی میں ہر روز ۲۵ ہزار افراد بے روزگار ہو رہے ہیں۔ ماہرین کا خیال ہے کہ اتحاد کے بعد بھی مشرقی جرمنی کے علاقے میں اقتصادی بدحالی میں اضافہ ہوگا اور اسے معاشی طور پر مغربی جرمنی کے ہم پلہ ہونے میں ابھی کئی سال درکار ہوں گے۔

بہتر تشخیص۔ ہمدردانہ مشورہ۔
مناسب علاج
دیرینہ۔ زنانہ، مردانہ امراض کا کامیاب علاج
دواخانہ دارالحکمت دارالرحمت وسطی۔ ربوہ